سوال

(354)نامردی کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ مسماۃ ہندہ کا زید کے ساتھ عقد ہوا جب زید ہندہ کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے مردوں کی طرح وہ جماع پر قادر نہ ہو سکا بعض مرتبہ اگر دخول ہوگیا تو عضو فوراً مسترخی ہوکر بے کار ہوجاتا تھا اور پھر اس کی حالت نامردی کی اور ترقی کر گئی زید نے بعد شادی علاج بھی کیا لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہوا اور زید نے ہندہ اور اولیائے ہندہ سے یہ بھی کہا کہ فیصلہ کرلو یعنی طلاق لے لو اور مہر معاف کردو۔ اولیائے زید نے کو سمجھایا کہ گھبراؤمت علاج کرو پھر دیکھا جائے گا لیکن زید ایسا گھبرایا کہ اس نے نکل جانے کا ارادہ کیا اور ہندہ سے کہا کہ اچھا ہوں گا تو آؤں گا ورنہ نہیں آؤں گا ہندہ نے کہا میں کیا کروں گی؟ زید نے کہا چند دنوں یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر کوئی کسی کےلیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے نہ میں خوبصورت ہوں نہ مال دار جو مجھ ساتم کو کوئی اور نہ ملے گا۔ پھر بلا اطلاع چل دیا اور پھر آج تک جس کو عرصہ ڈیڑھ برس کا ہوا اس کا کہیں پتا نہ چلا ۔ باوجود تلاش کے اس کی کچھ خبر نہ ملی اور نہ اپنی کچھ خبر ہندہ کو بھیجی اب ہندہ ضروریات بشریہ کی وجہ سے متضرر ہے اب وہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے لہذا شرع شریف کا ہندہ کےلیے کیا حکم ہے اور جہاں تک غور کیا جاتا ہے زید کی واپسی کی کوئی امید نہیں ہے اور زید ایک مسافر غریب الوطن تھا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں شرع شریف کا حکم ہندہ کےلیے یہ ہے کہ وہ عقد ثانی کر سکتی ہے اگر عدت گزر چکی ہے اور اگر عدت نہیں گزری ہے تو عدت گزرنے کے بعد کر سکتی ہے اس لیے کہ ہندہ پر طلاق کنائی واقع ہو چکی ہے وہ عورت انقضائے عدت کے بعد عقد ثانی کر سکتی ہے ہندہ پر اس لیے طلاق کنائی ہو چکی ہے کہ زید نے ہندہ کے پوچھنے پر کہ تمھارے چلے جانے کے بعد میں کیا کروں گی؟ زید نے کہا چند دنوں یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر کوئی کسی کےلیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے نہ میں خوبصورت ہوں نہ مال دار جو مجھ ساتم کو کوئی اور نہ ملے گا۔

جس کا مطلب بہت صاف ہے کہ زید نے ہندہ سے کہا کہ تم مدت مذکورہ یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر دوسرا عقد کرلینا کیوں کہ کوئی کسی کےلیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے تو تم بھی میرے لیے بیٹھی نہ رہنا بلکہ دوسرا عقد کرلینا پس زید کا یہ قول لفظ ابْتَغِی الْأَزْوَاجَ (کوئی خاوند تلاش کرلے) سے ایقاع طلاق میں زیادہ صاف ہے بلکہ قریب بتصریح ہے کیوں کہ لفظ ابْتَغِی الْأَزْوَاجَ میں جس قدر غیر طلاق کا احتمال ہے اس قدر زید کے اس قول میں نہیں ہے اور لفظ ابْتَغِی الْأَزْوَاجَ طلاق کنائی ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے تو زید قول مذکور بالا ولی طلاق کنائی ہے۔

ہدایہ (354/1) کی عبارت یہ ہے۔

وبقية الكنايات اذا نوي بها الطلاق كانت واحدة بائنة وان نوي ثلاثا كانت ثلاثا وان نوي ثنتين كانت واحدة بائنة هذا مثل قوله : انت بائن وبتة وبتلة وحرام الی قوله : ابتغی الأَزْوَاجَ

(طلاق کنائی میں اگر نیت ایک طلاق کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت ہوگی تو تین ہوں گی اور دو کی نیت ہوگی تو ایک بائن ہوگی جیسے کہے تو بائن ہے تو بتہ ہے تو بتلہ ہے حرام ہے اور کوئی دوسرا خاوند تلاش کرو)

ایسا ہی "کنزالدقائق" میں ہے اور فتاوی عالمگیری (529/1) میں ہے۔

"ا بتغی الأَزْوَاجَ يقع واحدة بائنة ان نواها او ثنتان وثلاث ان نواها كذا في شرح الوقاية"

(اگر لفظ کہے کہ کوئی خاوند تلاش کرلے تو اگر نیت ایک طلاق کی ہوگی تو ایک ہوگی۔ اگر دو کی ہوگی تو دو اور اگر تین کی ہوگی تو تین) باقی رہا یہ امر کہ زید کی نیت بھی اس قول سے طلاق کی تھی یا نہیں؟ سو واضح رہے کہ ضرور تھی اور یہ بہت ظاہر ہے اس لیے کہ زید نے جو بات کہی تھی ہندہ کے پوچھنے پر کہی تھی کہ تمھارے چلے جانے کے بعد میں کیا کروں گی۔؟ ایسی حالت میں ظاہر ہی ہے کہ زید کی نیت طلاق ہی کی تھی یہاں تک کہ اگر زید بالفرض اس نیت سے انکار بھی کرے کہ میری نیت اس قول سے طلاق نہ تھی تو اس کا یہ قول اخیر مسموع نہ ہوگا ہدایہ (354/1) میں ہے۔

وفی حال مذاكرة الطلاق لم يصدق فيما يصلح جوابا ولا يصلح ردفی القضاء مثل قوله خلية وبرية بائن بتة حرام اعتدي امرك بيدك اختاري لان الظاهر ان مراده الطلاق عند سوال الطلاق "

(اگر طلاق کا تذکرہ ہو رہا ہو اور مرد کوئی ایسی بات کہے جو سوال کا جواب ہوسکے اور قضا میں ادا کے لیے صالح نہ ہو تو وہ اگر طلاق کا انکار کرے تو اس کو سچا نہ سمجھا جائے گا جیسے تو کالی ہے تو بری ہے تو بائن ہے تو بتہ ہے تو حرام ہے تجھے اختیار ہے کیوں کہ اس صورت میں ظاہر اطلاق ہی مراد ہے جب کہ وہ طلاق کا سوال کر رہی ہو)

ظاہر ہے کہ زید کا قول مذکور ہندہ کے سوال کا جواب ہے نہ ہندہ کے سوال کا رد اور نہ وہ رد ہونے کا صالح ہے الحاصل ہندہ پر طلاق کنائی واقع ہو چکی ہے تو ہندہ کو شرعاً اختیار ہے کہ اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی عقد ثانی کر سکتی ہے ورنہ انقضائے عدو اللہ اعلم بالصواب۔

اگر بالفرض زید کا قول مذکور طلاق قرار نہ دیا جائے تو اگر زید نے ہندہ کے لیے نفقہ نہیں چھوڑا ہے جیسا کہ عبارت سوال سے اس کا شعار ہوتا ہے تو اگر ایسی حالت میں ہندہ فسخ نکاح کی طالب ہو تو شرعاً اس کے نکاح کے فسخ کر دینے کا حکم ہے اور جب نکاح فسخ کر دیا جائے تو انقضائے عدت کے بعد ہندہ عقد ثانی کر سکتی ہے۔

ردالمختار (1015/2 چھاپہ مصر) میں فتاوی قاری الهدایہ سے منقول ہے۔

"حيث سأل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة. فأجاب : إذا أقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب ، وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة واذا حضر الزوج الاول وبرهن على خلاف ما ادعت من تركها بلا نفقة لاتقبل بينته لان البينة الاولى ترجحت بالقضاء فلا تبطل بالثانية"

(جب ان سے عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا شوہر غائب ہو جائے اور عورت کے لیے خرچ نہ چھوڑ جائے تو انھوں نے جواب دیا جب عورت اس پر دلائل پیش کر کے ثابت کر دے اور فسخ نکاح کا مطالبہ کرے تو میرے خیال میں قاضی اگر فسخ کر دے تو یہ فیصلہ نافذ ہوگا یہ قضا علی الغائب کی قبیل سے ہے اور قضا علی الغیب کے نفاذ میں ہمارے نزدیک دو روایتیں ہیں اس کے نفاذ کی روایت کے مطابق حنفی کو جائز ہے کہ عدت کے بعد اس عورت کا نکاح کسی اور سے کر دے۔ اگر اس کے بعد اس کا خاوند آ جائے اور کہے کہ اس کے پاس خرچ موجود تھا اور دلائل سے ثابت بھی کر دے تو بھی اس کی دلیل قبول نہ کی جائے گی کیوں کہ پہلی دلیل فیصلہ کی وجہ سے راجح ہو چکی ہے وہ دوسری سے باطل نہ ہوگی)

ويؤيده مافى بلوغ المرام وہوما اخرجه سعيد بن منصور عن سفيان عن ابى الزناد عن سعيد بن المسيب فى الرجل لايجد ما ينفق على اہله قال : يفرق بينهما قال ابوالزناد : وقلت لسعيد بن المسيب سنة؟ قال سنة وہذا مرسل قوي "[1]

(اس کی تائید بلوغ المرام میں موجود سعید بن مسیب کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی بیوی کو خرچ نہ دے سکے تو ان میں تفریق کر دی جائے میں نے سعید سے پوچھا کیا یہ سنت ہے؟ کہا ہاں اور یہ مرسل قوی ہے۔

وفی شرح سبل السلام (۱۲۷/۲) ومراسيل سعيد معمول بها لما عرف من انه لايرسل الا عن ثقة قال الشافعى : والذي يشبه ان يكون قول سعيد سنة سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم "

(سعید بن مسیب کی مراسیل معمول بہا ہیں کیوں کہ معلوم ہے کہ وہ ثقہ ہی سے ارسال کرتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سعید کے قول "یہ سنت ہے" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے)

وفيه ايضاً : وقد اخرج الدار قطني والبيهقي من حديث ابى ہريرة رضى الله عنه مرفوعاً بلفظه : قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الرجل لايجد ما ينفق على امراته قال : (يفرق بينهما)

(ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو آدمی بیوی کو خرچ نہ دے سکے اس کی عورت کو علاحدہ کر دیا جائے)

"وفى بلوغ المرام ايضاً عن عمر رضى الله عنه انه كتب الى امراء الاجناد فى رجال غابوا عن نسائهم ان ياخذوہم بان ينفقوا او يطلقوا الحديث اخرجه الشافعى ثم البيهقى باسناد حسن "[2]

(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکروں کے سپہ سالاروں کو لکھا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویاں چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں ان سے مطالبہ کرو کہ یا وہ اپنی عورتوں کو خرچ دیں یا طلاق دیں الحدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

"وفى سبل السلام (128/2) ہذا دليل على انه يجب احد الامرين على الازواج الانفاق او الطلاق "اھ "

(یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاوندوں پر خرچ یا طلاق میں سے ایک امر واجب ہے)

---

[1]۔ بلوغ المرام رقم الحدیث (1158)

[2]۔ بلوغ المرام رقم الحدیث (1159)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ :558

محدث فتویٰ